ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

انچارج ۶ فانی

قیمت سالانہ پیشگی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۹ | مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت پہلے کی نسبت قدرے بہتر ہے۔ سینہ اور جسم کے درد میں بہت تخفیف اور کھانسی میں بہت کمی ہے۔ مگر خفیف حرارت ابھی ہوتی ہے۔ آج فجر کی نماز میں بھی حضور تشریف لائے۔ باوجود طبی مشورہ کے کہ حضور امسال جلسہ سالانہ پر اگر تقریر فرمائیں بھی تو نہایت مختصر ہو۔ حضور نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بدستور سابق جلسہ پر تقریر فرمائینگے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے ارادوں اور مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

مولوی محمد فیض الدین صاحب سیالکوٹی جو حضرت مسیح موعودؑ کے بہت پرانے اور نہایت مخلص دوست تھے۔ ۱۷ و ۱۸ دسمبر کی درمیانی رات کو قادیان میں فوت ہو گئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے بموجب بہشتی مقبرہ کے خاص احاطہ میں دفن کئے گئے۔

۱۸ دسمبر ۱۹۲۴ء کو بعد نماز عصر صاحبزادہ حفیظ احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جو کہ حرم اول سے تھے۔ فوت ہو گئے۔ بعد نماز

نظم

نائرۂ شوق

یہ تقاضا ہے دیارِ شوق کے دستور کا
حُسنِ بے پروا کو آخر مسکراہٹ آ گئی
دیر سے ہے منتظر میری نگاہِ شوق بیز
جس جگہ ہر وقت ہو نورِ محمدؐ جلوہ ریز
فاش گفتاری زبانِ احمدیؑ سے سیکھ لو
وہ گلِ نوخاستہ بھی جلد ہی مرجھا گیا
آہ! وہ طوفانِ باراں اور وہ شمعِ خموش
شعر گوئی کیا کریں اکمل کہ ہم معذور ہیں

مَیں رہوں پابند ان کے شیوۂ مغرور کا
کام کچھ تو بن گیا ہے عشقِ نامنظور کا
دیکھئے جلوہ ہو کب اس طلعتِ مستور کا
کوئی پروانہ بنے گا کیا چراغِ طور کا
اب پرانا ہو چکا قصہ میاں منصور کا
حق محافظ ہو گلستانِ شہِ مغفور کا
بھول سکتا ہی نہیں نقشہ شبِ دیجور کا
سخت صدمہ ہو رہا ہے فوتِ بنت النور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی انچارج عرفانی

قیمت سالانہ پیشگی … ششماہی … سہ ماہی … بیرون ہند …

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۹ — مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۴ء — یوم سہ شنبہ — مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ — جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت پہلے کی نسبت قدرے بہتر ہے سینہ اور جسم کے درد میں بہت تخفیف اور کھانسی میں بہت کمی ہے مگر خفیف حرارت ابھی ہوتی ہے آج فجر کی نماز میں بھی حضور تشریف لائے۔ باوجود طبی مشورہ کے کہ حضور اس دفعہ جلسہ سالانہ پر اگر تقریر فرمائیں بھی تو نہایت مختصر ہو حضور نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بدستور سابق جلسہ پر تقریر فرمائینگے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے ارادوں اور مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ خاکسار حشمت اللہ ۲۰-۱۲-۲۴

مولوی محمد فیض الدین صاحب سیالکوٹی جو حضرت مسیح موعودؑ کے بہت پرانے اور نہایت مخلص دوست تھے۔ ۱۷ اور ۱۸ دسمبر کی درمیانی رات کو قادیان میں فوت ہو گئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے بموجب بہشتی مقبرہ کے خاص احاطہ میں دفن کئے گئے۔

۱۸ دسمبر ۱۹۲۴ء کو بعد نماز عصر صاحبزادہ حفیظ احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جو کہ حرم اول سے تھے۔ فوت ہو گئے۔ بعد نماز

نظم

نائرۂ شوق

یہ تقاضا ہے دیارِ شوق کے دستور کا
حسنِ بے پروا کو آخر مسکراہٹ آگئی

دیر سے ہے منتظر میری نگاہِ شوق بیز
جس جگہ ہر وقت ہو نورِ محمدؐ جلوہ ریز

فاش گفتاری زبانِ احمدی سے سیکھ لو
وہ گلِ نوخاستہ بھی جلد ہی مرجھا گیا

آہ! وہ طوفانِ باراں اور وہ شمعِ خموش
شعر گوئی کیا کریں اکمل کہ ہم معذور ہیں

میں رہوں پابندان کے شیوۂ مغرور کا
کام کچھ تو بن گیا ہے عشقِ نامنظور کا

دیکھئے جلوہ ہو کب اس طلعتِ مستور کا
کوئی پروانہ بنے گا کیا چراغِ طور کا

اب پرانا ہو چکا قصہ میاں منصور کا
حق محافظ ہو گلستانِ شہِ مغفور کا

بھول سکتا ہی نہیں نقشہ شبِ دیجور کا
سخت صدمہ ہو رہا ہے فوتِ بنت النور

سالانہ جلسہ کے متعلق حضرت امام کے ضروری ارشادات

اس خیال سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا سارا کا سارا خطبہ جمعہ شاید وقت پر ہم احباب تک نہ پہنچا سکیں اسلئے اس کا ضروری حصہ جو جلسہ کے متعلق ہے درج اخبار کیا جاتا ہے (حافظ)

فرمایا: اب میں جلسہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جلسہ کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔ اور گو جمعہ کا وقت بہت تنگ ہو گیا ہے۔ مگر میں جمعہ کے وقت کو بہت وسیع سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں اس بات کی چنداں پرواہ بھی نہیں کیا کرتا۔ لیکن دونوں نمازوں کے اکٹھا ہو جانے میں دوستوں کے لئے تکلیف کا موجب سمجھتے ہوئے میں کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ احباب کو چاہیئے کہ اسوقت جبکہ اس جلسہ کی تقریب پر بکثرت مہمان آنے والے ہیں۔ دوست اپنے آپ کو اس موقعہ پر کام کے لئے وقف کریں۔ اور اس سال پچھلے سالوں سے زیادہ محنت اور توجہ سے کام کریں۔ کیونکہ مومن ترقی کرتا ہے۔ اور اس کا ہر قدم پہلی حالت سے آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے احباب اپنے عمل سے اپنے ایمان سے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے گذشتہ سالوں کی نسبت بہت ترقی حاصل کرلی ہے پہلے سے زیادہ محنت ایثار اور قربانی کے ساتھ کام کریں۔ پھر جن کے پاس مکان ہوں وہ مہمانوں کے لئے مکان بھی دیں مجھے یہ سنکر بہت افسوس ہوا کہ باوجود کوشش اور کافی تحریک کے صرف دو تین صاحبوں نے مکان دیئے ہیں۔ کیونکہ اس سال جبکہ بہت کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں نے بھی آنا ہے جو ہمارے سلسلہ میں داخل نہیں۔ مگر ان کو سلسلہ سے ایک اُنس پیدا ہو گیا ہے یا انکے دل میں سلسلہ کی عظمت ہے۔ اور وہ کوئی تعصب نہیں رکھتے۔ اور وہ بڑے بڑے معززا اور شرفاء ہیں۔ بغیر مکانوں کے انکی رہایش کا کیونکر انتظام ہوسکیگا۔ جو احمدی ہیں وہ تو علیحدہ مکانوں کے بغیر بھی گذارہ کر سکتے ہیں۔ اور کھوری پر بھی لیٹ سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کی کوٹھیوں پر کوئی غریب قدم بھی نہیں رکھ سکتا اور وہ احمدیوں کی طرح اس قسم کی مشکلات برداشت کرنے کے عادی بھی نہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے ایسی تکلیف ٹھوکر اور بُعد کا موجب ہوتی ہیں۔ یا وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس سے ایسے رؤسا اور معززین کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ مکان مُہیا کئے جائیں۔ جن جن کے پاس مکان ہیں۔ جہاں تک ممکن ہوسکے۔ خود وہ قلیل سے قلیل تنگ جگہ میں گذارہ کریں اور باقی حصہ مہمانوں کے لئے خالی کردیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان مکانوں کو برکت دے۔ اور ان کو وسیع کرے۔

میں یہ اعلان بھی کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض بعض گاؤں میں شدید طاعون ہے۔ پس جہاں کہیں ایسی طاعون جارف اور شدید ہو۔ وہ اس جلسہ میں شریک نہ ہوں (اِکا دکا آدمی کا مرنا وبا نہیں کہلاتا۔ اگر کہیں ایسی بیماری ہو کہ ایک آدھ آدمی مرتا ہو۔ تو وہاں کے دوستوں کو میں نہیں روکتا) کیونکہ شریعت کا حکم ہے۔ کہ جہاں وبا ہو۔ وہاں سے نکلکر دوسری جگہ نہیں جانا چاہیئے۔ اس لئے ان کا جلسہ میں آنا گناہ ہوگا۔ اور ایک گناہ دوسری نیکی کا جاذب نہیں ہوسکتا۔ ہاں یہ رسول کریم ؐ کا حکم ہے کہ ایسے مقامات کے لوگ گھروں سے نکلکر باہر میدانوں میں ہو جائیں۔ اور وہاں اپنے مکان اور رہایش کا انتظام کریں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے گھر سے باہر نکلنے کے حکم کو حضرت نبی کریم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے الہام الٰہی سے فرمایا ہے۔ گو حدیث شریف سے بھی استدلال ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے:۔ اتقوا مواضع الفتن۔ لیکن اگر حدیث نہ بھی ہو جس میں کوئی ایسی تفصیل معلوم ہوسکے۔ تو میں بخاری مسلم کی حدیثوں سے حضرت مسیح موعود کی حدیث کو بہت زیادہ معتبر اور یقینی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ بخاری مسلم تو ایک حدیث راویوں کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود براہ راست حضرت نبی کریم ؐ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ پس حضرت صاحب نے جو بغیر حوالہ دینے کے اس حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ تو اس لئے کہ آپ کو الہام الٰہی سے آنحضرت ؐ کی اس حدیث پر مطلع کیا گیا ہے۔ پس جہاں اس قسم کی شدید طاعون ہو۔ ایسے لوگوں کو الہام الٰہی کی یقینی خبر کی بناء پر گھر سے باہر ہو جانا چاہیئے جہاں کھلی ہوا اور دھوپ لگتی ہو۔

کارکنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ مہمانوں کی عزت اور انکے احترام کا پورا خیال رکھیں۔ اور کسی امر کو جو مہمان کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ ہتک اور بے عزتی نہ سمجھیں۔ بلکہ اپنے خیال میں جس بات کو وہ ہتک اور بے عزتی خیال کرتے ہیں۔ مہمان نوازی میں اس کو بھی برداشت کریں۔ بے عزتی کے بھی بہت غلط معنے سمجھ لئے گئے ہیں۔ ایک باپ اگر بیٹے کو مارتا ہے اور وہ خاموشی سے مار کھاتا اور برداشت کرتا ہے تو یہ اس کی بے عزتی نہیں۔ اس کی عزت ہے۔ بے عزتی اسکی اس میں ہے کہ باپ اسکو مارنے لگے۔ تو وہ بھاگ جائے یا مقابلہ کرے اسی طرح آپ مہمانوں کا احترام مدنظر رکھتے ہوئے ان کی سختیوں کو بھی برداشت کرو۔ اور دوسرے دوستوں کو بھی اس کی نصیحت کرو۔ جہاں تک ہوسکے۔ آپ مہمانوں کی پورے زور کے ساتھ خدمت کریں۔

اور میں اپنے باہر کے دوستوں کو بھی خصوصیت کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ کوشش کرکے خود بھی جلسہ میں شریک ہوں۔ اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی لانے کی کوشش کریں۔ اور خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں کو ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔ جو تعصب نہیں رکھتے۔ اور ان کے دل میں احمدیت کا اُنس ہے۔ گو وہ ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے۔

میں بیمار ہوں۔ اور روز مجھے بخار ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی میرا ارادہ ہے۔ کہ انشاء اللہ میں تقریر کروں گا۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ میں کرسکوں یا نہ کرسکوں۔ لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں تھوڑا بہت بیان کردوں۔ گو ڈاکٹر صاحب جو میرے معالج ہیں۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب وہ مشورہ نہیں دیتے۔ کہ میں ایسی حالت میں کوئی تقریر کروں۔ اس لئے دوستوں کو اپنی یہ غلط فہمی دور کردینی چاہیئے۔ کہ میں جلسہ پر تقریر نہیں کرنی چاہتا۔ پس احباب پوری کوشش کے ساتھ ان لوگوں کو بھی ہمراہ لاویں۔ جو سلسلہ سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور وہ خود بھی اخلاص اور محبت بھرے دل کے ساتھ قادیان میں آویں۔ اور اپنے آپ کو میزبان سمجھکر آویں۔ کیونکہ جو قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی تو ثواب کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اتنے آدمی اور نوکر تو یہاں ہیں نہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ دونوں اپنے آپ کو میزبان ہی سمجھیں۔ ورنہ گذارہ مشکل ہو جائیگا کیونکہ کارکن قادیان میں کم ہیں۔ اس لئے آنے والے دوستوں کو اپنے آپ کو مہمان سمجھ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ رہنا چاہیئے۔ بلکہ جو غیر احمدی اصحاب وہ اپنے ہمراہ لاویں۔ ان کا بھی وہ خود زیادہ خیال رکھیں۔ کیونکہ کثرت کام اور آدمیوں کی قلت کی وجہ سے ممکن ہے۔ قادیان والے پوری توجہ نہ کرسکیں خدا تعالیٰ اپنے فضل اور کرم کے ساتھ ہر قسم کے فساد اور مصائب اور لغزشوں سے محفوظ رکھے۔ اور تمام ترقیات کا ہم کو وارث بنائے۔ جن ترقیات کی بشارات اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے ہم کو دی ہیں (نوشتہ حافظ جمال احمد)

الفضل کا ایڈیٹوریل سٹاف

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کا اعلان کردوں۔ کہ الفضل کے سٹاف میں اسوقت ایڈیٹر کے سوا دو اور کارکن کام کررہے ہیں۔ یعنی حافظ جمال احمد صاحب جو اس سے پہلے صیغہ دعوت و تبلیغ میں بطور مبلغ کام کررہے تھے۔ اور اب انکی خدمات الفضل میں منتقل کی گئی ہیں۔ دوسرے نوجوان چودہری نثار احمد صاحب ہیں جو انگریزی سے اردو میں اچھا ترجمہ کرسکتے ہیں۔ (ایڈیٹر یعقوب علی عرفانی)

(نوٹ) احباب خطوط پر ایڈیٹر کا نام نہ لکھا کریں۔ صرف ایڈیٹر لکھنا کافی ہے۔ حساب کتاب کے لئے خط وکتابت بنام مینجر

سالانہ جلسہ کے متعلق حضرت امام کے ضروری ارشادات

اس خیال سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا سارا کا سارا خطبہ جمعہ شاید وقت پر ہم احباب تک پہنچائیں اسلئے اس کا ضروری حصہ جو جلسہ کے متعلق ہے۔ درج اخبار کیا جاتا ہے (حافظ)

فرمایا:۔ اب میں جلسہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جلسہ کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔ اور گو جمعہ کا وقت بہت تنگ ہو گیا ہے۔ مگر میں جمعہ کے وقت کو بہت وسیع سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں اس بات کی چنداں پرواہ بھی نہیں کیا کرتا۔ لیکن دونوں نمازوں کے اکٹھا ہو جانے میں دوستوں کے لئے تکلیف کا موجب سمجھتے ہوئے میں کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ احباب کو چاہیئے کہ اسوقت جبکہ اس جلسہ کی تقریب پر بکثرت مہمان آنے والے ہیں۔ دوست اپنے آپ کو اس موقعہ پر کام کے لئے وقف کریں۔ اور اس سال پچھلے سالوں سے زیادہ محنت اور توجہ سے کام کریں۔ کیونکہ مؤمن ترقی کرتا ہے۔ اور اس کا ہر قدم پہلی حالت سے آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے احباب اپنے عمل سے اپنے ایمان سے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے گذشتہ سالوں کی نسبت بہت ترقی حاصل کرلی ہے پہلے سے زیادہ محنت ایثار اور قربانی کے ساتھ کام کریں۔ پھر جن کے [illegible] مکان ہوں وہ مہمانوں کے لئے مکان بھی دیں مجھے یہ [illegible] افسوس ہوا کہ باوجود کوشش اور کافی تحریک کے صرف دو تین صاحبوں نے مکان دیئے ہیں۔ کیونکہ اس سال جبکہ بہت کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں نے بھی آنا ہے جو ہمارے سلسلہ میں داخل نہیں مگر ان کو سلسلہ سے ایک اُنس پیدا ہو گیا ہے یا انکے دل میں سلسلہ کی عظمت ہے۔ اور وہ کوئی تعصب نہیں رکھتے۔ اور وہ بڑے بڑے معززا اور شرفاء ہیں۔ بغیر مکانوں کے انکی رہایش کا کیونکر انتظام ہو سکیگا۔ جو احمدی ہیں وہ تو علیحدہ مکانوں کے بغیر بھی گذارہ کر سکتے ہیں۔ اور کھوری پر بھی لیٹ سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کی کوٹھیوں پر کوئی غریب قدم بھی نہیں رکھ سکتا اور وہ احمدیوں کی طرح اس قسم کی مشکلات برداشت کرنے کے عادی بھی نہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے ایسی تکلیفیں ٹھوکر اور بُعد کا موجب ہو جاتی ہیں۔ یا وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے رؤساء اور معززین کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ مکان مُہیا کئے جائیں۔ جن جن کے پاس مکان ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ خود وہ قلیل سے قلیل تنگ جگہ میں گذارہ کریں اور باقی حصہ مہمانوں کے لئے خالی کردیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان مکانوں کو برکت دے۔ اور ان کو وسیع کرے۔ میں یہ اعلان بھی کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض بعض گاؤں میں شدید طاعون ہے۔ پس جہاں کہیں ایسی طاعون جارف اور شدید ہو۔ وہ اس جلسہ میں شریک نہ ہوں (اکا دکا آدمی کا مرنا وبا نہیں کہلاتا۔ اگر کہیں ایسی بیماری ہو کہ ایک آدھ آدمی مرتا ہو۔ تو وہاں کے دوستوں کو میں نہیں روکتا) کیونکہ شریعت کا حکم ہے۔ کہ جہاں وبا ہو۔ وہاں سے نکلکر دوسری جگہ نہیں جانا چاہیئے۔ اس لئے ان کا جلسہ میں آنا گناہ ہوگا۔ اور ایک گناہ دوسری نیکی کا جاذب نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ رسول کریمؐ کا حکم ہے کہ ایسے مقامات کے لوگ گھر سے نکلکر باہر میدانوں میں ہو جائیں۔ اور وہاں اپنے مکان اور رہایش کا انتظام کریں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے گھر سے باہر نکلنے کے حکم کو حضرت نبی کریم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے الہام الٰہی سے فرمایا ہے۔ گو حدیث شریف سے بھی استدلال ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے:۔ اتقوا مواضع الفتن۔ لیکن اگر حدیث نہ بھی ہو جیسیں کوئی ایسی تفصیل معلوم ہو سکے۔ تو میں بخاری مسلم کی حدیثوں سے حضرت مسیح موعود کی حدیث کو بہت زیادہ معتبر اور یقینی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ بخاری مسلم تو ایک حدیث راویوں کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود براہ راست حضرت نبی کریمؐ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔

پس حضرت صاحب نے جو بغیر حوالہ دینے کے اس حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ تو اس لئے کہ آپ کو الہام الٰہی سے آنحضرتؐ کی اس حدیث پر مطلع کیا گیا ہے۔ پس جہاں اس قسم کی شدید طاعون ہو۔ ایسے لوگوں کو الہام الٰہی کی یقینی خبر کی بناء پر گھر سے باہر ہو جانا چاہیئے جہاں کھلی ہوا اور دھوپ لگتی ہو۔

کارکنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ مہمانوں کی عزت اور انکے احترام کا پورا خیال رکھیں۔ اور کسی امر کو جو مہمان کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ ہتک اور بے عزتی نہ سمجھیں۔ بلکہ اپنے خیال میں جس بات کو وہ ہتک اور بے عزتی خیال کرتے ہیں۔ مہمان نوازی میں اس کو بھی برداشت کریں۔ بے عزتی کے بھی بہت غلط معنے سمجھ لئے گئے ہیں۔ ایک باپ اگر بیٹے کو مارتا ہے اور وہ خاموشی سے مار کھاتا اور برداشت کرتا ہے تو یہ اس کی بے عزتی نہیں۔ اس کی عزت ہے۔ بے عزتی اسکی اس میں ہے کہ باپ اسکو مارنے لگے۔ تو وہ بھاگ جائے یا مقابلہ کرے اسی طرح آپ مہمانوں کا احترام مدنظر رکھتے ہوئے ان کی سختیوں کو بھی برداشت کرو۔ اور دوسرے دوستوں کو بھی اس کی نصیحت کرو۔ جہاں تک ہو سکے۔ آپ مہمانوں کی پورے زور کے ساتھ خدمت کریں ؛

اور میں اپنے باہر کے دوستوں کو بھی خصوصیت کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ کوشش کرکے خود بھی اس جلسہ میں شریک ہوں۔ اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی لانے کی کوشش کریں۔ اور خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں کو ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔ جو تعصب نہیں رکھتے۔ اور ان کے دل میں احمدیت کا اُنس ہے۔ گو وہ ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے۔

میں بیمار ہوں۔ اور روز مجھے بخار ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی میرا ارادہ ہے۔ کہ انشاء اللہ میں تقریر کروں گا۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ میں کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں تھوڑا بہت بیان کروں۔ گو ڈاکٹر صاحب جو میرے معالج ہیں۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب وہ مشورہ نہیں دیتے۔ کہ میں ایسی حالت میں کوئی تقریر کروں۔ اس لئے دوستوں کو اپنی یہ غلط فہمی دور کر دینی چاہیئے۔ کہ میں جلسہ پر تقریر نہیں کرنی چاہتا۔ پس احباب پوری کوشش کے ساتھ ان لوگوں کو بھی ہمراہ لادیں۔ جو سلسلہ سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور وہ خود بھی اخلاص اور محبت بھرے دل کے ساتھ قادیان میں آویں۔ اور اپنے آپ کو میزبان سمجھکر آویں۔ کیونکہ جو قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی تو ثواب کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اتنے آدمی اور نوکر تو یہاں ہیں نہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ دونوں اپنے آپ کو میزبان ہی سمجھیں۔ ورنہ گذارہ مشکل ہو جائیگا کیونکہ کارکن قادیان میں کم ہیں۔ اس لئے آنے والے دوستوں کو اپنے آپ کو مہمان سمجھ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ رہنا چاہیئے بلکہ جو غیر احمدی اصحاب وہ اپنے ہمراہ لاویں۔ ان کا بھی وہ خود زیادہ خیال رکھیں۔ کیونکہ کثرت کام اور آدمیوں کی قلت کی وجہ سے ممکن ہے۔ قادیان والے پوری توجہ نہ کر سکیں خدا تعالیٰ اپنے فضل اور کرم کے ساتھ ہر قسم کے فساد اور مصائب اور لغزشوں سے محفوظ رکھے۔ اور تمام ترقیات کا ہم کو وارث بنائے۔ جن ترقیات کی بشارات اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے ہم کو دی ہیں (نوشتہ حافظ جمال احمدؐ)

الفضل کا ایڈیٹوریل سٹاف

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کا اعلان کر دوں۔ کہ الفضل کے سٹاف میں اسوقت ایڈیٹر کے سوا دو اور کارکن کام کر رہے ہیں۔ یعنی حافظ جمال احمد صاحب جو اس سے پہلے صیغہ دعوت و تبلیغ میں بطور مبلغ کام کر رہے تھے۔ اور اب انکی خدمات الفضل میں منتقل کی گئی ہیں۔ دوسرے نوجوان چودہری نثار احمد صاحب ہیں جو انگریزی سے اُردو میں اچھا ترجمہ کر سکتے ہیں۔ (یعقوب علی عرفانی)

(نوٹ) احباب خطوط پر ایڈیٹر کا نام نہ لکھا کریں۔ صرف ایڈیٹر لکھنا کافی ہے۔ حساب کتاب کے لئے خط و کتابت بنام منیجر

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل

قادیان دارالامان - ۲۳ر دسمبر ۱۹۲۳ء

مسلمانوں کی تنظیم کی حقیقی راہ

آجکل اہل اسلام کی تنظیم اور ان کے ہر امر میں متفقہ باقاعدگی کے متعلق نہایت سرگرمی کے ساتھ جد و جہد کی جارہی ہے۔ ہمیں ان کی اس کوشش اور سعی بلیغ سے نہایت مسرت اور خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمارے بھائی ہمارے اصلی مقصد کے جو کہ حقیقی وحدت اور اتفاق ہے۔ الحمدللہ قریب آرہے ہیں۔ اور کم از کم اس مقصد کے حصول کے لئے ان کے قلوب میں ایک خواہش اور تڑپ پیدا ہوگئی ہے ؛

ہماری وفا اور ہمارے بھائیوں کی جفا

ہم ہمیشہ اپنے بچھڑے ہوئے برادران اسلام کو نیک نیتی کے ساتھ ایسے معاملات میں جن کا اثر اسلام اور اہل اسلام پر ہو سکتا ہے۔ نیک مشورہ اور نیک صلاح دیتے رہے ہیں۔ گو ہمارے بھائیوں کی طرف سے ہم پر بدظنی کی گئی ہے۔ اور ہماری خیر خواہی کو بدخواہی پر محمول کیا گیا۔ اور ہماری پختہ باتوں کو خیال خام تصور کیا گیا۔ مگر واقعات نے بتلا دیا کہ ہم اپنے بھائیوں کے بدخواہ نہیں۔ خیر خواہ ہیں۔ ہماری باتیں کچی نہ تھیں پختہ تھیں۔ ہم نے اپنے برادران اسلام کو بُرے مشورے نہیں دئے تھے۔ بلکہ عمدہ مشورے اور نیک صلاحیں دی تھیں۔ ہم نے اپنے برادران اسلام سے گالیاں بھی لیں۔ انکی دھمکیاں اور سختیاں بھی برداشت کیں۔ مگر بلا خوف لومۃ لائم ہم نے اپنے بھائیوں کی ہمدردی میں کوتاہی نہیں کی۔ کیونکہ ہم نے انکی ہمدردی اور خیر خواہی کو اپنے نفس کی طرف سے اختیار نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فرض ہم پر عائد کیا گیا ہے ؛

ہماری نازک پوزیشن

اس لئے اگر ہم اس میں غفلت اور کوتاہی کریں یا اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کی دھمکیوں سے ڈر کر یا جان و مال اور عزت و آبرو کی خاطر ایسا کریں تو ہم دہرے مجرم ٹھیرتے ہیں۔ ایک طرف حقوق العباد کے لحاظ سے اور دوسری طرف حقوق اللہ کے لحاظ سے۔ پس

جب ہم نے دیکھا کہ ہجرت کا خیال ہمارے بھائیوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ اور انکی جان مال اور قوت کو نقصان پہنچانیوالا ہے۔ ہم نے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کے لئے فوراً نیک مشورہ دیا۔ مسلمانوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے خلافت ترکیہ کی حفاظت کو ضروری قرار دیا اپنی ساری کوشش اس راہ میں خرچ کر ڈالی۔ اور لاکھوں روپیہ اس مقصد کے حصول کے لئے جمع کیا گیا۔ اور جا بجا خلافت کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ مگر ہم نے دیکھا کہ یہ راہ بھی اہل اسلام کے لئے مفید اور بابرکت نہیں۔ ہم نے خیر خواہی کی راہ سے اسوقت بھی نیک صلاح دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ اگر ہمارے بھائی خلافت کی بجائے اسلامی حکومت اور اسلامی شوکت کی حفاظت کا دم بھرتے اور اسپر زور دیتے۔ تو یہ کوشش متحدہ کوشش اور یہ تحریک کامیاب تحریک ہو سکتی تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت نے یہ برداشت نہیں کیا۔ کہ خلافت حقہ کو نظر انداز کر کے جو خود اسکی طرف سے قائم کی گئی ہے۔ انسانوں کی بنائی ہوئی خلافت پر زور دیا جاوے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ کو بند کر کے انسانی راہیں کامیابی کے لئے کھولی جائیں۔ کس قدر افسوس آتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جن کے غم میں مسلمان گھل رہے تھے۔ اور جن کی خاطر مسلمانوں نے خون کو پانی کر دیا تھا۔ وہی اس خلافت کی بربادی کا باعث ہوئے۔ اور اس کے ایسے قدم اکھڑے کہ اب کوئی پینترہ ٹھیک بیٹھتا ہی نہیں ؛

مسلمانوں کی کوششوں کا انجام

مسلمانوں کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا۔ اسی طرح عدم تعاون پر زور دیا گیا۔ مگر یہ بھی غلط راہ تھی۔ جو مقصد کے قریب کرنے کی بجائے بہت دور لے جانیوالی تھی۔ گو ہمیں بُرا بھلا کہا گیا۔ اور ہمارے بیسیوں نام رکھے گئے۔ اور ہمیں برادران وطن کی طرف سے ان کی کامیابیوں میں سدِ راہ سمجھا گیا۔ مگر ہم اسوقت بھی اپنے فرض سے غافل نہیں ہوئے۔ آخر جناب گاندھی جی صاحب نے بھی اپنی غلطی اور شکست کا اعتراف کیا اسی طرح ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا گیا۔ بیشک یہ خیال ایک پاک خیال ہے۔ مگر اس اتحاد میں جو طریق اختیار کیا گیا۔ وہ صحیح اور درست نہ تھا۔ گو ہمیں نفرت اور تفرقہ باز قرار دیا گیا۔ مگر ہم نے اسوقت بھی مفید مشورہ دینے سے دریغ نہ کیا۔ کیونکہ اختلافات کو بکلی دبا کر اتحاد قائم کرنا ایک ناممکن امر ہے۔ ایسا اتحاد کچ ہے تو کل نہیں۔ آخر وہ مواد پھوٹ کر نکلیگا۔ اتحاد وہی محکم اور مضبوط ہو سکتا ہے۔ جو اختلافات کو بحال رکھ کر قائم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن ہندو مسلم اتحاد کا افسوسناک حشر برپا ہوجاتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے نہ اپنے کسی ذاتی فائدہ کیلئے ہماری خواہش

غرض جیسا کہ واقعات اور مشاہدات نے بتلا دیا ہے ہماری رائے ہمیشہ صائب اور ہماری صلاح ہمیشہ نیک اور ہمارا مشورہ ہمیشہ مفید مشورہ رہا ہے۔ اس لئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ اتنے تجربات کے بعد ہمارے بھائی ہماری نسبت اپنی بدظنی کو حسن ظنی سے بدل دینگے۔ اور ہمیں اپنا خیر خواہ بھائی اور مشفق دوست تصور فرما دینگے۔ ہم اس دل کو لعنتی دل سمجھتے ہیں۔ جس دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور وہ دل ایک مہجور اور مطرود دل ہے۔ جو ابنائے جنس کی ہمدردی اور خیر خواہی نہیں رکھتا۔ پس حب اخرجت للناس کے ماتحت ہماری ہمدردی کا دامن اتنا بڑا وسیع ہے۔ جس سے کوئی قوم بھی باہر نہیں۔ تو ایسی حالت میں ہم اپنے قریبی بھائیوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں کب غفلت کر سکتے ہیں ؛

اسوقت جبکہ مسلمانوں اور ان کے معزز لیڈروں کے دل میں تنظیم اہل اسلام کا خیال پیدا ہوا ہے۔ تو ہمارے دل میں بھی حمیت برادرانہ جوش مار اٹھی۔ اس لئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ اتنے تجربوں کے بعد ہمارے مسلمان بھائی ہماری ہمدردی کی قدر کرتے ہوئے اس معاملہ میں ہمارے خیالات کا بھی بغور مطالعہ فرما دینگے ؛

احساس مرض علاج مرض کی طرف متوجہ کرتا ہے

ہمیں خوشی ہے۔ کہ ہمارے بھائیوں کو تنظیم کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کیونکہ ایک مریض جو اپنے آپ کو بیمار ہی نہیں سمجھتا۔ اسکو اپنے مرض کے علاج کی کب فکر ہو سکتی ہے۔ پس مسلمانوں کا تردد اور اس معاملہ میں سعی اور کوشش اس امر کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ ایک حد تک ان کے اندر متحدہ طور پر اپنے مرض کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو اور ان کے معزز لیڈروں کو اصلاح اور علاج کی فکر پیدا ہو گئی ہے۔ مگر ہر مرض کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ لائق حکیم کی نظر اوّلاً ان اسباب پر ہوتی ہے۔ جو مرض کا موجب ہوئے ہیں۔ پھر وہ ان اسباب کو جو باعث مرض ہوئے ملحوظ رکھتے ہوئے مریض کے لئے اس کی مرض کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اس لئے ہماری رائے میں اہل اسلام کی تنظیم کی کوشش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ پہلے اس تفرقہ کے اسباب معلوم کئے جائیں۔ جس کی وجہ سے تنظیم کی ضرورت پیدا ہوئی۔

اسباب مرض اور علاج مرض معلوم کرنے کا محکم ذریعہ

اور وہ اسباب اور ان کا علم ہمیں اسی پُرحکمت کلام سے ہی صحیح طور پر معلوم ہو سکتا ہے جس نے اوّلاً اہل اسلام میں تفرقہ کے بعد تنظیم کو قائم کیا۔ اور پھر تنظیم قائم کرنے کا صحیح نسخہ بھی اسی پاک کلام

سے ہی مل سکتا ہے۔ کیونکہ اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ واحد و قیوم خدا ہر زمانہ میں اپنے پرحکمت کلام کے ذریعے انسانوں کو تعلیم اور ہدایات دیتا آیا ہے۔ اور ان ہدایات پر چلنے والے ہمیشہ کامیاب اور بامراد ہوتے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجراً کبیراً کہ اس پاک کلام کی ہدایات نہایت محکم ہیں۔ اور ان پر عمل کرنیوالے مسلمانوں کے لئے بڑی بڑی بشارات اور انعامات کا موجب ہیں۔

مرض کی اہمیت اسلامی نقطہ نگاہ سے

گو ہمارے بھائیوں کے دلوں میں ایک حد تک اپنے مرض کا احساس پیدا ہو گیا ہے لیکن ہم ان کے اس احساس کو اور زیادہ ترقی دینے کے لئے اس مرض کی اہمیت ان پر اسلامی نقطہ نگاہ سے ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز کی اہمیت ہی توجہات کی زیادہ جاذب ہوتی ہے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً لست منھم فی شیئٍ انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون۔ کہ جن لوگوں نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہ در گروہ ہو گئے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ خدا سے ہے۔ خدا خود انکو ان کی کرتوتوں کی خبر دیگا۔ ایک طرف خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کو رکھا جائے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کی تفریق اور فرقہ بندی کو دیکھا جائے۔ تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اہل اسلام نہایت مہلک مرض میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی تفرقہ بازی سے ایک طرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ خدا تعالیٰ سے اپنا رشتہ توڑ بیٹھے ہیں۔ کیونکہ خدا سے تعلق تو رسول کی معرفت ہوتا ہے۔ جب رسول سے ہی تعلق نہ رہا۔ تو پھر خدا تعالیٰ سے کیسے تعلق رہ سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ اب مسلمانوں پر خوش نہیں بلکہ ناراض ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے اس تفرقے اور اختلاف کو اپنا عذاب قرار دیا ہے۔

تفرقہ عذاب الٰہی ہے

جیسا کہ فرماتا ہے:۔ قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً ...... او یلبسکم شیعاً ویذیق بعضکم بأس بعض۔ کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے۔ کہ تم پر ایسا عذاب نازل کرے کہ تمہارا شیرازہ بالکل بکھر جائے۔ اور تم گروہ در گروہ ہو جاؤ۔ آپس میں ایک دوسرے کے آزار کے درپے ہو جاؤ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ دب الیکم داء الامم الحسد والبغضاء ھی الحالقۃ لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین۔ کہ تم پہلی اُمتوں کی طرح حسد اور بغض کی بیماری میں مُبتلا ہو جاؤ گے۔ انکو معمولی نہ جاننا۔ کیونکہ وہ تمہارے دین و ایمان کو برباد کر دیگا۔ دنیاوی اور سیاسی طور پر تو جو نقصان ہُوا سو ہوا۔ مگر اس تفرقہ نے اہل اسلام کے دین کو بھی برباد کر دیا اور وہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو گئے۔ پس مسلمانوں کی موجودہ حالت نہایت خوف کی حالت ہے اور ان کا یہ مرض نہایت مہلک مرض ہے۔ جس کی طرف وہ جتنی توجہ کریں تھوڑی ہے۔ اور جس کا علاج اگر کوئی ہے تو صرف خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اس مرض کا حقیقی معالج خدا ہی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم۔ کہ اگر تو تمام دُنیا کی دولت بھی صرف کر دیتا تو یہ وحدت اور اُلفت پیدا نہ کر سکتا۔ جو ہم نے ان کے درمیان پیدا کر دی ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ واذکروا اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ کہ تم تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ خدا نے اپنے فضل سے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈالی۔ اور تم کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اور تفرقہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے دوری کے دوزخ سے تم کو بچا لیا۔ پس مُسلمانوں کے اس درد کا حقیقی درمان خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہو سکتی ہے۔ جو ہمیشہ اپنے بندوں کی ایسی نازک حالت میں دست گیری فرماتا ہے۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے:۔

بعثت انبیاء کی غرض

فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتٰب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی خاص ہدایات کے ساتھ ایسے اوقات میں انبیاء کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجتا ہے تا ان کے تفرقے اور اختلافات دُور ہوں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق رکھنے کی وجہ سے لوگوں کی فلاح اور بہبودی کی شاہراہ کھولدیتے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں۔ وہ جو ان کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور بدبخت ہیں وہ جو انکی راہ سے روگردانی کرتے ہیں۔ دنیا پرست ان ہمہ تن محبت اور مخلوقِ خدا کے لئے رحمت وجودوں کو مفسد اور تفرقہ باز قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس نے ایک نیا فرقہ پیدا کر دیا جیسا کہ فرعون نے موسیٰ کے متعلق کہا۔ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد۔ کہ میں ڈرتا ہوں کہ موسیٰ کہیں قوم کے دین اور مذہب کو نہ بدل ڈالے یا اور کوئی فساد ملک میں برپا نہ کر دے۔ مگر انکو ایسا کہنے والوں کا کیا انجام ہُوا اور انہوں نے موسیٰ اور انکی قوم کا کیا بگاڑا۔ اپنی غلط روی سے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔ پس اسی غرض کے لئے اس آخری زمانہ میں بھی ایک رسول کی بعثت مقدر کی گئی تھی۔

مرضِ اختلاف کا سبب

ہم نے مرض اور مرض کے حقیقی معالج تو بتا دیئے۔ مگر اس مرض کے اسباب پر روشنی ڈالنی رہ گئی۔ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ذکر میں جن سے امت محمدیہ کو زیادہ تر شابہت ہے۔ ان کے تفرقہ کی وجہ بتلائی ہے۔ فرماتا ہے:۔ نسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء۔ کہ کلام الٰہی کا بہت سا حصہ انہوں نے ترک کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کو تفرقہ اور بغض و عداوت کا عذاب چکھنا پڑا۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ اس تفرقہ کے عذاب کا موجب کلام الٰہی کو ترک کرنا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی وصیت فرمائی۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کہ قرآن کریم کو محکم پکڑنا ورنہ تم پھر متفرق ہو جاؤ گے۔

کلام الٰہی شمع کا حکم رکھتی ہے

اصل میں جس طرح لیمپ کی روشنی میں ظاہری راستہ کی ٹھوکر سے انسان بچ جاتا ہے اسی طرح مذہب کی راہ میں خدا تعالیٰ کا کلام لیمپ کا کام دیتا ہے۔ کیونکہ ظلمت اور اندھیرے میں ہر ایک دوسرے پر اعتماد نہ کر کے اپنی اپنی راہ لے لیتا ہے۔ اور اس طرح اتحاد قائم نہیں رہتا۔ اس لئے جس طرح توراۃ کو اپنے وقت کے لئے خدا نے نور قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے متعلق بھی فرمایا ہے۔ انزلنا الیکم نوراً مبیناً۔ پس جس وقت لوگ اپنی غفلتوں سے اس نور اور شمع کو گُل کر بیٹھتے ہیں۔ تو انبیاء کے ذریعہ ہی پھر وہ شمع روشن کی جاتی ہے کیونکہ وہ شمع وہ کلام دنیا میں ہوتے ہوئے بھی درحقیقت آسمان پر اُٹھ گیا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا علم وہی لا سکتا ہے جو آسمانی ہو۔ اگر علماء وقت اس شمع کو روشن رکھتے تو ان کا آپس میں اختلاف نہ ہوتا۔

کثرت اختلاف کے وقت انسانی عقل فیصلہ نہیں کر سکتی

پس نہ ان کو حقیقی علم قرآن ہو سکتا ہے۔ اور نہ ان کا کوئی فیصلہ قابل اعتماد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر فرقے میں بڑے بڑے علماء ہیں۔ کس کو سچا کہا جائے۔ اور کس کو جھوٹا۔ پس ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ کے ماتحت اسی کی بات قابل اعتماد ہو سکتی ہے جسکو براہِ راست الرحمٰن علم القرآن کے مطابق خدا تعالیٰ سے اسی کلام کا علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہو۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے عرب و عجم کے علماء کو بالمقابل قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے کے لئے بڑے بڑے انعامات کے ساتھ بلایا۔ مگر کوئی نہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ ایک فرقہ میری اُمت میں سے ہمیشہ حق پر رہے گا۔ اور اسکی علامت آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ھم علیٰ ما انا علیہ واصحابی کہ ان کا وہ طریقہ ہوگا

ابن خواجہ کمال الدین صاحب کی احمدیت

—— (✻) ——

پیغام صلح مجریہ ۱۸ دسمبر کے پرچہ میں خواجہ نذیر احمد کی احمدیت کے اظہار کے متعلق ان کے والد خواجہ کمال الدین صاحب نے بتصدیق جناب مولوی محمد علی صاحب ایسے جلی حروف میں ایک مراسلہ شائع کیا ہے۔ کہ گویا کہ برٹش کیبنٹ نے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے کا اعلان کیا ہے۔ خدانخواستہ اگر رائٹر کا یہ خاص برقی پیغام جو کہ خواجہ صاحب کے نام آیا۔ صداقت پر مبنی ہوتا۔ تو ہمیں خواجہ نذیر احمد کے احمدی ہونے میں ایسی ہی خوشی ہوتی۔ جیسے دنیا کے کسی رکن عظیم کے احمدی ہونے پر۔ کیونکہ ہماری ہمدردی عام ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی ہدایت اور پیغام کو کسی خاص فرد یا ملک تک محدود نہیں رکھتے۔ ہر چھوٹا بڑا جو اس حلقہ میں داخل ہوتا ہے۔ ہمارے لئے مسرت عظیم کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن ستم ہے۔ کہ اس تار برقی کی خبر سراسر خلاف بیانی سے لبریز ہے۔

اب سنئے جناب خواجہ صاحب اور ان کے گواہ صاحب معلوم نہیں خواجہ صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کو گواہ ٹھہرانے میں کیوں تکلیف گوارا کی۔ جب کہ لفظ خواجہ کے ساتھ ہی اس کے غیر مشکوک گواہوں کا ذکر تلازم ہو چکا ہے) میں (خاکسار) ستمبر ۱۹۲۴ء سے لے کر اکتوبر ۱۹۲۶ء تک رہا۔ اس عرصہ میں آپ کے وہاں مشنری رہے۔ ان سے مجھے کسی قدر تعارف حاصل رہا خواجہ نذیر احمد صاحب سے بھی ذاتی نیاز حاصل ہے۔ مجھے ان سے ووکنگ کی امامت سے قبل اور پھر اس عہدہ جلیلہ پر تعیناتی کے بعد بھی ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انہوں نے باوجود اس علم کے کہ میں وہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک نمائندہ تھا۔ ہمیشہ میرے سامنے کھلے کھلے طور پر احمدی ہونے سے انکار کیا۔ احمدیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اس کا ذکر حقارت آمیز الفاظ سے کیا۔ ذیل میں چند واقعات بتصدیق مکرمی جناب مولوی محمد یعقوب خانصاحب سابق مشنری لنڈن جو کہ بوجہ مولوی محمد علی صاحب کے ہم زلف ہونیکے بھی ثقاہت۔ وجاہت اور مرتبہ رکھتے ہیں پیش کرتا ہوں۔ مجھے ان کی اخلاقی جرأت پر ہرگز کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ علاوہ میرے اس ذاتی علم کے جو میں ان کی طبیعت کے متعلق رکھتا ہوں۔ وہ ایسے قبائل کے ممبر ہیں۔ جن کے خمیر میں جرأت اور دلیری ودیعت کی گئی ہوئی ہے۔

(۱) خواجہ صاحب کے واپس ہندوستان آنے پر جناب مولوی صاحب موصوف انچارج مشن ووکنگ ہوئے۔ چونکہ وہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں میرے استاد رہ چکے تھے۔ اس لئے اس دیرینہ تعلق و محبت کی وجہ سے جب کبھی وہ لنڈن میں آتے وہ اکثر مجھے ملتے۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے بغرض تبدیل آب ہوا ووکنگ میں اتوار کے روز آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ایک روز ہفتہ کے دن بعد از دوپہر میں وہاں گیا۔ وہاں پہنچتے ہی چائے کا وقت قریب ہو گیا۔ کھانے کے کمرے میں چائے کیلئے بیٹھے۔ اور وہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعجازی تصانیف اور حضور کے آسمانی علم کا ذکر ہوا۔ تو خواجہ نذیر احمد صاحب نے چھٹتے ہی یہ کہا۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب نے (وہ اکثر حضرت اقدس کا نام لے کر بولتے ہیں) اپنی کتابوں میں بعض ایسی نامعقول باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ کہ کوئی عقلمند ان کو سمجھ سکتا ہے اور نہ مان سکتا ہے۔ اور پھر خانصاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ کیوں خانصاحب یہ درست ہے یا نہیں۔ مکرمی خانصاحب نے حسب عادت ہنس دیا۔

میں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ کہ کوئی ایسی تحریر دکھاؤ میں انشاء اللہ بتوفیق ایزدی ثابت کروں گا۔ کہ حضور کا فرمان ہی حق ہے۔ اس پر وہ براہین پہلی چہار جلد لائے۔ لیکن مطلوبہ جگہ اس وقت نہ مل سکی۔

۲۔ دوسرے روز اتوار کو صبح گیارہ بجے حسب معمول مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا تھا۔ خواجہ نذیر احمد صاحب جو کہ حسب ہدایات جناب خواجہ کمال الدین صاحب جناب خانصاحب سے ٹریننگ کر رہے تھے۔ چنانچہ اس روز خواجہ نذیر احمد کا لیکچر تھا۔ وہ اپنا لیکچر تیار کرتے کرتے مکرمی خانصاحب کے پاس آئے اور کہا۔ کہ خانصاحب میں نے یورپین موریلٹی (یورپ کے اخلاق) پر مضمون تیار کیا ہے۔ خانصاحب نے کہا۔ کہ بڑا نازک مضمون ہے اور تم ہنوز خام ہو۔ اس لئے ایسا نہ ہو۔ کہ لوگوں کا دل دکھاؤ اس لئے کوئی اور مضمون تجویز کر لو۔ خواجہ نذیر احمد نے کہا۔ کہ بتلاؤ۔ کون مضمون تیار کروں۔ تو خانصاحب نے مذاقاً کہا۔ کہ احمد قادیانی پر بولو (مذاقاً اس لئے کہ وہ سنجیدگی سے ایسا نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ ووکنگ مسجد کے متولیان سے خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ معاہدہ اور اقرار نامہ کیا ہوا ہے۔ کہ وہ یا ان کا کوئی قائم مقام مسجد ووکنگ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہرگز نہیں لینگے) اس پر خواجہ نذیر احمد صاحب بولے۔ کہ اگر میں احمد قادیانی پر بولا۔ تو میری طرف اشارہ کر کے تو پھر ان کا دل دکھے گا۔ کیونکہ میں تو ان کو مانتا نہیں ہوں۔ اس لئے میں تو ان کے خلاف ہی بولوں گا۔ اس لئے ان کا دل دکھے گا۔

۳۔ بعد از دوپہر جب میں واپس لنڈن آنے لگا۔ تو چونکہ مولوی محمد یعقوب خانصاحب کا لیکچر لنڈن میں تھا۔ وہ بھی میرے ساتھ آئے۔ ووکنگ مسجد سے لیکر ریلوے سٹیشن تک جو کہ ایک میل کا فاصلہ ہے۔ میں نے جناب خانصاحب سے یہی گفتگو کی۔ کہ آپ اوروں کو تو نہیں کم از کم خواجہ نذیر احمد صاحب کو ہی حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کریں۔ اور کم از کم ان کے دل میں حب پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس پر انہوں نے مجھے فوراً جواب فرمایا۔ کہ دیکھو دین میں جبر نہیں۔ خواجہ نذیر احمد اب عاقل بالغ ہے۔ اس لئے اس کو اختیار ہے۔ جو چاہے دین اختیار کرے ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ خواہ مخواہ اس کو تبلیغ کریں۔ یہ وہ تین واقعات ہیں۔ جو کہ مکرمی مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کے سامنے ہوئے۔ ممکن ہے۔ کہ ان تینوں میں سے ان کو ایک بھی یاد نہ رہا ہو۔ لیکن ان تینوں کا مضمون ایسی چیز ہے۔ کہ وہ خانصاحب کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ اور وہ یہ کہ ان کی موجودگی میں۔ خواجہ نذیر احمد کے ان معنوں میں جن میں قادیان یا لاہور کے احمدی حضرت اقدس کو مانتے ہیں۔ ماننے والا نہ تھا۔ اور وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ جب وہ لنڈن سے واپس لوٹے۔ تو انہوں نے مسجد ووکنگ کا چارج خواجہ نذیر احمد کو اس لئے دیا تھا۔ کہ وہ ووکنگ مشن کے سابق مشنریوں کی طرح احمدی تھا۔ بلکہ چارج محض اس لئے دیا تھا۔ کہ وہ خواجہ کمال الدین صاحب کا بیٹا تھا۔ اور خواجہ صاحب کی ہدایت تھی۔ کہ ان کی جائداد ان کے بیٹے کے چارج میں کر دی جاوے۔

بعد از امامت اولڈ بانڈ سٹریٹ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے روز خواجہ نذیر احمد نے اپنا ایک لیکچر تجویز کیا۔ ہمیں بھی ایک دعوتی کارڈ آیا۔ مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب نیر اور یہ خاکسار وہاں گئے۔ لیکچر کے ختم ہونے پر مکرمی نیر صاحب نے بطور حوصلہ افزائی کے خواجہ نذیر احمد کو مبارکباد دی۔ اور کہا آخر یہ بھی اُس گاؤں (قادیان) کی طفیل ہی ہے۔ اور اسکے نور کا ظہور ہے۔ اس کے جواب میں خواجہ نذیر احمد نے چٹکی بجا کر انگریزی میں کہا I do not Care a Penny for that village میں اس گاؤں کی ایک دمڑی بھر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ میں احمدی نہیں۔ میرا باپ ہو تو ہو۔ ڈاکٹر رانا پاس کھڑے تھے۔ زندہ موجود ہیں۔ آج برازیل میں ہیں

۴۔ جب مکرمی نیر صاحب نے مندرجہ بالا واقعہ کا اظہار الفضل میں شائع کیا۔ تو پیغام بلڈنگس میں تزلزل پڑ گیا۔ خواجہ صاحب نے ووکنگ مشن کے الاؤنس بند ہو جانے کے ڈر سے فوراً ایک گرم خط اپنے بیٹے کے نام لکھا۔ اور ساتھ ہی اسی کے ایک تصدیقی چٹھی سرزنش پر مشتمل جناب مولوی محمد علی صاحب کی بھی گئی۔ خواجہ نذیر احمد کو یہ دونوں پروانے پڑھتے ہی لینے پڑ گئے۔ فوراً اسی وقت کھلے کالر اور گرے ٹرؤزرس (پرائیویٹ لباس جس سے مجالس میں نہیں جا سکتے) پہنے ہوئے ٹینی میں آئے وہاں الفضل پڑھا۔ اور مکرمی نیر صاحب سے شکوہ وگلہ وغیرہ کیا جب واپس جانے لگے۔ تو جب اور اسب میزبان میں ان کو بس

(سواری) تک دیکھنے کے لئے گیا۔ رستے میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ دیکھو میں تو یقیناً احمدی نہیں۔ لیکن ہندوستان کے لوگ خواہ مخواہ میری طرف یہ منسوب کرتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ اخبار شائع کرنا تو الگ رہا۔ اگر آپ خود بھی ہندوستان میں اپنا انکار شائع کریں۔ تو مولوی محمد علی اور خواجہ صاحب کے مدد گار اعتبار نہیں کرینگے۔ وہ پھر بھی آپ کو احمدی ہی سمجھیں گے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ بتلاؤ۔ پھر اس میں میرا کیا قصور۔ میں احمدی تو ہرگز نہیں:

۳۔ ایک دفعہ لارڈ ہیڈلے کو ہم نے چائے پر دعوت دی تو ان کے ایمان کی حفاظت کے لئے خواجہ نذیر احمد بھی مولوی محمد علی صاحب کی النبوۃ فی الاسلام اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب کا ایک دو ورقہ گالی نامہ لے کر وہاں پہنچے۔ اتفاق سے لارڈ صاحب موصوف نہ آسکے۔ ہمارے اپنے دوستوں نے خواجہ نذیر احمد صاحب سے احمدیت کا ذکر شروع کر دیا۔ اور ان کو تبلیغ کرنی چاہی۔ اور انہوں نے حضرت اقدس کے نہ ماننے کے بعض وجوہات بھی بیان کئے ان میں سے ایک ایسی وجہ بھی بیان کی۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے باپ کے ایک مخلصانہ فعل پر جو کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی محبت میں کیا تھا۔ دونوں ماں باپ کو بیوقوف کہا۔ یہ وجہ میں اخبار میں نہیں لکھتا۔ خواجہ صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ خواجہ نذیر احمد کو لکھ کر پوچھ لیں۔ کہ کیوں انہوں نے اپنی مرحومہ ماں اور اپنے سینٹلی باپ کو بیوقوف لوگوں کے سامنے کہا تھا۔ پھر شام کو مجلس برخواست ہونے پر ہمارے ایک احمدی دوست ڈاکٹر سلیمان کو تمام رات حضرت اقدس کی ذات پر بعض ناپاک باتیں منسوب کر کے بدظن کرتا رہا۔ صبح جب ڈاکٹر سلیمان ملے۔ تو وہ احمدیت سے توبہ کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ آخر خدا کے فضل سے ان کے شبہات اور ان ناپاک حملوں کا جو خواجہ نذیر احمد نے حضرت اقدس پر کئے ازالہ کیا گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایمان بچ گیا۔ ڈاکٹر صاحب زندہ ہیں۔ آج کل جنوبی افریقہ میں ہیں۔

یہ اور اسی قسم کے کئی دیگر واقعات ہیں۔ جو کہ بتلاتے ہیں کہ خواجہ نذیر احمد نے کبھی احمدیت کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہیں کیا۔ اور جب میں لنڈن میں تھا۔ تو مجھے کبھی وہم بھی نہ آیا تھا۔ کہ اس بات میں بھی شبہ ہو سکے گا۔ کہ خواجہ نذیر احمد بیکا غیر احمدی ہے۔

افسوس خواجہ صاحب! خود تو آپ نے احمدیت سے انکار کے متعلق اس قسم کے پیچ سیکھے تھے۔ جن سے غیر احمدی کو یہ دھوکہ لگ جاوے۔ کہ آپ احمدی نہیں۔ اب بیٹے کو بھی پڑھانا شروع کیا ہے۔ کہ وہ احمدیت کا اس رنگ میں اقرار کرے۔ کہ دوسروں کو دھوکہ لگ جاوے کہ وہ احمدی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ جس طرح آپ پہلے مقصد میں ناکام رہے۔ دوسرے میں بھی ناکامی ہوگی۔

مرزا حسین علی صاحب طہرانی کے دعویٰ کی تردید

اور

مرزا محمود بہائی ایرانی کی کتاب احقاق حق کا جواب

نمبر ۳

مرزا محمود صاحب بہائی ایرانی نے اپنی کتاب احقاق حق میں جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ کہ سورہ حج کی آیت و یستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ و ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون کو پیش کر کے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ کہ اس سے مراد مرزا حسین علی صاحب طہرانی پیشوائے بہائیاں ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے صداقت کے منکروں پر عذاب بتایا گیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ اس کے متعلق روشنی ڈالی جائے۔ آیت کے متعلق یہ بتلا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک موعود کے منکر اور اسکے مخالف اس سے سوال کرتے ہیں۔ کہ ہم پر عذاب کب آئے گا اور وہ انکار کرتے ہیں۔ کہ ہم پر تیری مخالفت کے باعث ہرگز عذاب نہ آئیگا۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس عذاب کی یہ ہم کو خبر دیتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ کہ یہ عذاب آئے گا۔ اور ایک ایسے دن کے بعد آئے گا۔ جس کی مدت ہزار سال کی ہے۔ اور پھر فرماتا ہے۔ کہ اس مہلت پر تعجب بھی نہ کرنا چاہیئے۔ وکاین من قریۃ املیت لھا وھی ظالمۃ۔ خدا تعالےٰ ایسی لمبی لمبی مہلتیں بھی دیتا ہے۔ لیکن جو استدلال مرزا محمود بہائی ایرانی نے کیا ہے۔ وہ تو کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آیت تو یہ بتلاتی ہے۔ کہ اس موعود کے منکر طلب کرتے ہیں۔ کہ عذاب جلد آوے۔ اور وہ انکار کرتے ہیں۔ کہ عذاب نہیں آئے گا۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ وعدہ جھوٹا جائے گا۔ اب اگر اس آیت سے ان لوگوں پر عذاب ہے۔ جنہوں نے مرزا حسین علی طہرانی کا انکار کیا۔ تو پھر تو یہ عذاب مرزا حسین علی صاحب طہرانی کے آنے سے ہزار سال بعد آنا چاہیئے۔ حالانکہ ہم کو بتلاتے یہ لوگ یہ ہیں۔ کہ اس پیشگوئی سے مراد مرزا حسین علی صاحب سے پہلے ہزار سال مراد نہیں۔ مگر آیت یہ کہتی ہے۔ کہ جلدی کرنے والوں کو کہا جاتا ہے۔ کہ عذاب ہزار سال کے بعد آئے گا۔ اور اگر اس آیت سے مراد مسلمان ہیں۔ تو انہوں نے آنحضرت صلعم سے عذاب انکا۔ نہ وہ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ اور نہ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے وعدے جھوٹے ہیں۔ اور اگر اس سے مراد غیر مسلم لوگ تھے۔ اور اس عذاب سے جیسے کہ تمام بہائی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ روحانی عذاب منکروں پر مراد ہے۔ جو انکار نبی کے باعث منکروں پر آتا ہے۔ تو کیا یہ عذاب آنحضرت صلعم کے منکروں پر نہیں آیا تھا۔ دوسرا اگر نبی کا انکار کر دینا اور روحانیت سے دور ہو جانے کا نام ہی عذاب ہے۔ جیسا بہائیوں کا عقیدہ ہے۔ تو پھر یہ تو نبی کے انکار کے ساتھ ہی یہ عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ ہزار سال کی قید کے لگانے کے کیا معنے تھے۔ پس اللہ تعالےٰ کا یہ کہنا۔ کہ ہزار سال کے بعد منکروں کو عذاب آئے گا۔ بتلاتا ہے۔ کہ عذاب سے جیسے کہ بہائی لوگ روحانی عذاب مراد لیتے ہیں۔ کسی صورت میں یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میں اس کو ناظرین کی زیادہ آسانی اور سہولت کیلئے تاکہ اس آیت کا مفہوم جلدی سے سمجھ میں آجائے۔ چھ حصوں میں تقسیم کر کے بتلاتا ہوں۔ آیت پر سرسری طور پر بھی غور کرنے والے کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ

اول:۔ اس کے قائل جو عذاب مانگتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے منکر اور مخالف ہیں۔ کیونکہ مومن جو آپ کو مانتا ہے۔ وہ کس طرح یہ کلمہ کہہ سکتا ہے۔

دوئم:۔ جن سے منکرین یہ عذاب مانگ رہے ہیں۔ ان کے مخاطب یا آنحضرت صلعم ہیں یا آپ کے جانشین ہیں۔ جو یستعجلونک میں خطاب کی ضمیر سے مراد ہو سکتے ہیں۔

سوئم:۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی نسبت جو منکر ہیں۔ پہلے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ تب ہی تو وہ کہتے ہیں۔ کہ پھر جلد عذاب کیوں نہیں آتا۔

چہارم:۔ وہ عذاب اب تک نہیں آیا۔ منکرین اور مخالفین اس کو اب تک طلب کر رہے ہیں۔

پنجم:۔ اس سوال و جواب کے بعد جو ہوا ہے۔ کم سے کم ایک ہزار سال کے بعد عذاب آنیکی خبر ہے۔

ششم:۔ یہ عذاب ان پر آئے گا۔ جو اسبات کے مدعی ہیں۔ کہ عذاب کی خبر دینے والا جھوٹا ہے۔ یہ چھ صورتیں ہیں۔ جو اس

323

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایڈریس گورنر پنجاب کو

۲۷ دسمبر ۱۹۲۴ء کو ۴ بجے بعد دوپہر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قائمقاموں نے گورنمنٹ ہوس لاہور میں ہز ایکسیلنسی سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب کو ایڈریس پیش کیا ۔

ایڈریس میں سلسلہ احمدیہ کی مختصر تاریخ اور اس کی موجودہ وسعت اور ترقی کا ذکر کر کے حالات حاضرہ میں سے ہندو مسلم اتحاد کی اہمیت اور اس کے متعلق گورنمنٹ کے فرائض پر توجہ دلائی گئی تھی ۔ ایسا ہی یہ بھی بیان کیا گیا تھا ۔ کہ حکومت اور رعایا کے درمیان اعتماد اور باہمی تعلقات خوشگواری کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے ۔ کہ گورنمنٹ کے عمال اور افسر اپنے آپ کو معصوم عن الخطا تصور نہ کریں ۔ ایسا ہی رعایا کے نمائندوں کو بھی سمجھنا چاہیئے ۔ آخر میں قادیان کی مقامی ضروریات اور درستی سڑک کی یاد دہانی تھی ۔

سر میلکم نے اس ایڈریس کے جواب میں سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گہری دلچسپی کا اظہار کیا ۔ اور انہوں نے ایڈریس کے اس پیش کردہ اصول کو پورے طور پر تسلیم کیا ۔ کہ حضرت اور اس کے افسران کا رویہ کیا ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ انہوں نے کہا ۔ کہ حکومت اور اس کے افسروں کے لئے لازم ہے ۔ کہ وہ اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا احساس کر کے اپنے قصور کا اعتراف کریں ۔ اور لوگوں کے احساسات کا پورا لحاظ کریں ۔ یہ امر صرف اچھے نظام حکومت کے لئے ہی نہیں ۔ بلکہ امن و ترقی کے لئے جو حکومت کی ہستی کی اصل غایت ہے لازمی ہے ۔

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق گورنمنٹ کی مداخلت کی ضرورت جو اصولاً بیان کی گئی تھی ۔ اس کے جواب میں گورنر نے تسلیم کیا ۔ اور کہا ۔ کہ آپ میری بات کا یقین کریں ۔ اور میں نہایت اخلاص سے کہہ رہا ہوں ۔ کہ میں جب بھی یہ دیکھوں گا ۔ کہ حکومت صریح مداخلت سے صورت حالات کو بہتر بنا سکتی ہے ۔ تو ایسا رویہ اختیار کرنے میں ذرہ بھی تامل نہ کروں گا ۔

ہز ایکسیلنسی نے یہ بھی کہا ۔ کہ ان دونوں قوموں کے رہنما آپس میں تصفیہ کر سکتے ہیں ۔ اور ان لیڈروں کی موجودہ کوششوں کو جو اس بارہ میں وہ کر رہے ہیں ۔ ہز ایکسیلنسی دلچسپی سے دیکھتے ہیں ۔

سڑک اور تار کے متعلق انہوں نے توجہ فرمانے کا وعدہ کیا ہے ۔ جہاں تک قواعد اور فنڈ اجازت دینگے ۔ بہر حال ایڈریس میں جو کچھ حالات حاضرہ میں پر امن فضا پیدا کرنے کے لئے سلسلہ کی طرف سے پیش کیا گیا تھا ۔ اس کو گورنر صاحب نے اصولاً تسلیم کیا ۔ اور اس سے اتفاق ظاہر کیا ۔ جس سے امید نہیں بلکہ یقین ہوتا ہے ۔ کہ اگر سیاسی لیڈر امن اور ترقی کے ان اصولوں میں گورنمنٹ کے مددگار ہوں تو خدا کے فضل سے بہت جلد خوشگوار فضاء پیدا ہو سکتی ہے ۔ ایڈریس اور اس کا تفصیلی جواب پھر شائع ہو سکیں گے ۔

جلسہ پر آنے والے احباب نوٹ فرمالیں

جن احباب کی قیمت الفضل ماہ دسمبر یا جنوری میں ختم ہوتی ہے ۔ بوجہ جلسہ سالانہ ان کے نام جلد وی پی نہیں ہو سکتے ۔ اس لئے اپنے اپنے ذمے کی قیمتیں دستی الفضل کے دفتر میں داخل فرما دیں یا کسی کے ہاتھ بھجوا دیں ۔

۲ ۔ ۱۹۲۵ء کی قیمت بحساب آٹھ روپیہ سالانہ دستی ادا فرمائیں ۔ تو وی پی کے ۴ ر زائد نہ پڑینگے ۔ اور یہیں بھی آرام رہے گا ۔

۳ ۔ ایام جلسہ میں دفتر نماز فجر کے بعد سے لے کر (سوا اوقات جلسہ) رات کے دس بجے تک کھلا رہے گا ۔

۴ ۔ اردو ریویو آف ریلیجنز کی قیمتیں پیشگی برائے ۱۹۲۵ء و بقایا ۱۹۲۴ء داخل کرنے کے لئے بھی الفضل ہی کے دفتر میں آنا چاہیئے ۔ دونوں دفتر اکٹھے ہیں ۔

۵ ۔ تمام نئی کتابیں جو اس سال مختلف حضرات نے چھپوائی ہیں اس دفتر میں خریداروں کی سہولت کے لئے جمع رکھی جائیں گی ۔

۶ ۔ اس موقعہ پر احباب الفضل و ریویو کی توسیع اشاعت کے لئے خاص کوشش فرمادیں ۔ اور ہر ایک صاحب کم از کم ایک خریدار لائے ۔

(مینجر الفضل ریویو)

اسلام کے دشمن بہائیوں کی شریعت جلد ۵

بہائی و بابی عموماً یہ کوشش کرتے ہیں ۔ کہ کسی پر ان کے مذہب کی اصل حقیقت نہ کھلے ۔ اس لئے وہ اپنی خاص بنیادی و اصولی کتب دینے سے لیت و لعل کرتے رہتے ہیں ۔ اور صرف وہ اقتباس زبانی سناتے یا کسی دوسری کتاب سے دکھاتے ہیں ۔ جو عام پسند اور مخاطب کے مذاق کے مطابق ہو ۔ بہت محنت سے ایک مضمون شریعت بہائیہ پر لکھا گیا ہے ۔ جس میں ان کے تمام مذہبی عقائد اور احکام بحوالہ کتب بہائیہ جمع کر دیئے گئے ہیں ۔ یہ مضمون جنوری کے اردو ریویو میں چھاپا گیا ہے ۔ اس رسالہ میں تصوف کا مضمون بھی ہے ۔ جو لنڈن میں پڑھا گیا ۔ اس

نئے سال کے نئے روحانی تحفے

جلسہ پر آنے والے دوست مندرجہ ذیل جدید اور لذیذ تحفوں کے حاصل کرنیکے لیئے ضرور طیار ہو کر آویں۔ اب کی مرتبہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت اعلٰے اور عظیم الشان تحفے طیار ہوئے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی تصانیف اور تازہ لیکچر جو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر طیار ہیں

سیرۃ النبی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ ناظرین! اس وقت تک کئی ایک سیرتیں شائع ہوئی ہیں۔ مگر جس طرز پر یہ سیرت لکھی گئی ہے۔ ہم دعوٰی سے کہتے ہیں۔ کہ ایسی سیرت پہلے کبھی شائع نہیں ہوئی۔ اس سیرت کی روایات سوائے صحیح بخاری کے اور کسی حدیث کی کتاب اور تاریخ سے نہیں لی گئیں۔ پھر حضرت سرور کائنات کے ہر ایک قول و فعل کو جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ صرف تاریخی رنگ تک محدود نہیں دکھا گیا۔ بلکہ ان سے حقیقی سبق اور نتائج اور نصائح اور ان کا فلسفہ بیان کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضور سرور کائنات کی تمام زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک فعل دنیا کے لئے سینکڑوں سبق اپنے اندر لئے ہوئے تھا۔ پیرایہ ایسا دلکش کہ بغیر ختم کئے کتاب چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ حضرت سرور عالم کے عاشقانِ صادق کے لئے یہ نادر موقع ہے۔ کہ یہ سیرت ضرور منگا کر مطالعہ کریں۔ اور حظِ قلبی اور ایمان حقیقی حاصل کریں۔ قیمت مجلد ۸/ ۱۲

رسول کریم اور آپ کی تعلیم حضرت کا وہ لیکچر جو حضور نے حال میں لنڈن کی ایک نوجوان سوسائٹی میں بیان کیا ۳/

پیغام آسمانی نہایت لطیف پیرایہ میں حضرت احمد جری اللہ کا پیغام ولایت والوں کو دیا گیا۔ قیمت ۱۰/

سیاسی لیکچر جس میں مدلل طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ ہندوستانیوں اور گورنمنٹ میں صحیح اتحاد کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔ اور ہندوستانی رعایا کے حقوق کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں:

دلائل ہستی باریتعالیٰ اس میں نہایت لطیف پیرائے میں قرآن شریف کی رو سے دس دلائل اللہ تعالےٰ کی ہستی پر دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۴/

قول الحق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی وہ تقریر جو غیر احمدی مولویوں کے اعتراضات کے جواب میں اپریل ۱۹۲۴ء میں مسجد اقصےٰ میں ہوئی ۳۰/

اسلام اور احمدیت حضور کا وہ مضمون جو ولایت کی کانفرنس کے لئے طیار ہوا۔ قیمت اردو ۱۲/ قیمت انگریزی ۸/

دعوت الامیر و تحفہ کابل اردو ۱۲/ - فارسی مجلد ۸/

متفرق جدید مطبوعہ کتب

فصل الخطاب ہر دو حصہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کی زبردست تصنیف عیسائیوں کے رد میں اور اسلام کے فضائل پر جو عرصہ دراز سے نایاب تھی۔ اب بفضل خدا دوبارہ چھپ گئی ہے۔ قیمت ۱۲/

درثمین عربی مترجم با اعراب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام عربی اشعار مع ترجمہ و اعراب چھپوائے گئے ہیں۔ پہلے بوجہ بغیر ترجمہ اور اعراب کے نہ ہونے کے احباب سے یہ معجز نما کلام قریباً مخفی تھا۔ اب خدا کے فضل سے بڑی محنت شاقہ کے بعد یہ چھپوائی گئی ہے۔ متن کو برنگ زرد چھاپا بھی گیا ہے۔ قیمت مجلد ۶ صفحات ۳۰۸

پاکٹ کلید قرآن مع لغات القرآن و خلاصہ صرف و نحو یہ بھی ایک نئی طرز کا تحفہ ہے۔ قرآن شریف کی کوئی آیت تلاش کرنا چاہو۔ اس کے ذریعہ فوراً نکل آئیگی۔ کسی لفظ قرآن کا ترجمہ معلوم کرنا ہو تو اس میں بآسانی معلوم ہو سکے گا۔ قرآن کریم سمجھنے کے لئے ایک مختصر سا خلاصہ صرف و نحو بھی ساتھ دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے شائق ضرور اس پاکٹ کلید کو منگائیں ۱۲/

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور اس میں مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ سکھوں۔ دہریوں۔ جینیوں۔ آریوں۔ سناتنیوں وغیرہ تمام موجود الوقت مذاہب کی طرف سے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیوں پر لیکچر درج ہیں۔ اور اسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ عظیم الشان لیکچر بھی ہے۔ جو سب مضامین سے افضل اور بالا رہا۔ اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کا اشتہار متعلق غلبہ مضمون بھی درج کیا گیا ہے عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت اقدس کے مضمون کی شان دوسرے مضامین کے مقابل خوب ظاہر ہوتی ہے۔ قیمت مجلد ۱۲/

براہین احمدیہ حصہ پنجم جو عرصہ سے نایاب تھی۔ اب چھپ گئی ہے۔ قیمت ۱۲/

آریہ سماج کی تردید میں تازہ ترین زبردست تصانیف

آئینہ سماج آریہ سماج کی تعلیم اور تصنیفات کی دل آزادی اور ناقابل عمل ہونا نہایت وضاحت سے اور مدلل طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۸/

آئینہ اسلام بجواب آریوں کی ایک گندی کتاب "اسلام" کی اندرونی تصویر۔ اس میں آریوں کی مسلمہ اور مستند کتب سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آریہ راجے اور مہاراجے دھرم کی خاطر ظلم کرتے رہے۔ اور اسلام صداقت کے رو سے محبت کے ساتھ پھیلا اور شاہان اسلام نے مذہب کے لئے کبھی جبر نہیں کیا۔ قیمت ۱۲/

برگزیدہ رسول بجواب رنگیلا رسول اس میں صرف غیر مذاہب مثلاً عیسائی۔ ہندؤں آریہ مصنفین کی تحریروں اور قلموں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ان عیوب سے پاک تھی۔ جو آریہ لوگ اپنی کتب میں لگاتے ہیں۔ قیمت ۵/

ملنے کا پتہ

کتاب گھر قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر) (باہتمام عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)